لجنہ اماءاللہ جرمنی کا ترجمان

ماہنامہ

خدیجہ

جرمنی

مدیرہ:۔ صفیہ چیمہ

جلدنمبر 10 نگران:۔صدر لجنہ اماءاللہ جرمنی ماہ امان۔ 1384 اخاء۔نبوت، بمطابق اکتوبر۔نومبر 2007ء معاونت:۔۔صبیحہ نفیس ۔نرگس ظفر۔امتہ النصیر طارق شمارہ نمبر 10-11

القرآن الحکیم

وَمَنۡ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ وَ یَخۡشَ اللّٰہَ وَ یَتَّقۡہِ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ
〈النّور۔۵۳〉

اور جولوگ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں اور اللہ سے ڈریں اور اس کا تقویٰ اختیار کریں وہ بامراد ہوجاتے ہیں۔

حدیث نبوی ﷺ

حضرت حرث اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ’’اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کو پانچ باتوں کا حکم دیا تھا......اور میں بھی تم کو ان پانچ باتوں کا حکم دیتا ہوں۔جن کا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے۔ا۔جماعت کے ساتھ رہو۔۲۔امام کی بات سُنو۔۳۔اور اس کی اطاعت کرو۔۴۔دین کی خاطر وطن چھوڑنا پڑے تو وطن چھوڑ دو۔۵۔اور اللہ کے راستہ میں جہاد کرو۔پس جو شخص جماعت سے تھوڑا سا بھی الگ ہوا اس نے گویا اسلام سے گلوخلاصی کرالی۔سِوائے اس کے کہ وہ دوبارہ نظام جماعت میں شامل ہو جائے۔اور جو شخص جاہلیت کی باتوں کی طرف بلاتا ہے وہ جہنم کا ایندھن ہے‘‘۔صحابہؓ نے عرض کیا ’’اے اللہ کے رسول! خواہ ایسا شخص نماز بھی پڑھتا ہو اور روزہ بھی رکھتا ہو‘‘۔آپؐ نے فرمایا ’’ہاں خواہ وہ نماز بھی پڑھے اور روزہ بھی رکھے اور اپنے آپ کو مسلمان بھی سمجھے لیکن اے اللہ جل شانہٗ کے بندو! یہ بات یادرکھو کہ (اس صورتِ حال کے باوجود) جولوگ اپنے آپ کو مسلمان کہیں انہیں تم بھی مسلمان کہو۔کیونکہ اللہ تعالیٰ نے (تعین کے لئے) اس امت کا نام مسلمان اور مومن رکھا ہے (اس لئے سرائر کو تم حوالہ بخدا کرو)‘‘ (مسند احمد۔حدیقۃ الصّالحین ایڈیشن سوم حدیث 159)

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔’’قرآن شریف میں تمام احکام کی نسبت تقویٰ اور پرہیزگاری کیلئے بڑی تاکید ہے۔وجہ ہے کہ تقویٰ ہر ایک بدی سے بچنے کیلئے قوت بخشتی ہے۔اور ہر ایک نیکی کی طرف دوڑنے کیلئے حرکت دیتی ہے۔اور اس قدر تاکید فرمانے میں بھید یہ ہے کہ تقویٰ ہر ایک باب میں انسان کیلئے سلامتی کا تعویز ہے۔اور ہر ایک قسم کے فتنہ سے محفوظ رہنے کیلئے حصن حصین ہے۔ایک متقی انسان بہت سے ایسے فضول اور خطرناک جھگڑوں سے بچ سکتا ہے جن میں دوسرے لوگ گرفتار ہو کر بسا اوقات ہلاکت تک پہنچ جاتے ہیں‘‘۔(روحانی خزائن جلد نمبر ۱۴ صفحہ ۲۴۲)

’’اصول تقویٰ یہ ہے کہ انسان عبودیت کو چھوڑ کر الوہیت کے ساتھ ایسا مل جاوے جیسا کہ لکڑی کے تختے دیوار کے ساتھ مل کر ایک ہو جاتے ہیں۔اس کے اور خدا کے درمیان کوئی شے حائل نہ رہے امور تین قسم کے ہوتے ہیں۔ایک یقینی بدیہی یعنی ظاہری دیکھنے میں ایک بات بری یا بھلی ہو۔دوم یقینی نظری یعنی ویسا یقین تو نہیں مگر پھر بھی نظری طور پر دیکھنے میں وہ امر اچھا یا برا ہو۔سوم امور مشتبہ یعنی ان میں شبہ ہو کہ شاید برے ہوں۔پس متقی وہ ہے کہ اس احتمال اور شبہ سے بھی بچے اور تینوں مراتب کو طے کرے۔حضرت عمرؓ کا قول ہے کہ شبہ اور احتمال سے بچنے کے لیے ہم دس باتوں میں سے نو باتیں چھوڑ دیتے ہیں‘‘۔(ملفوظات جلد اول صفحہ ۵۳۵،۵۳۶)

’’تقویٰ اختیار کرو۔تقویٰ ہر چیز کی جڑ ہے۔تقویٰ کے معنی ہیں ہر ایک باریک در باریک رگ گناہ سے بچنا۔تقویٰ اس کو کہتے ہیں کہ جس امر میں بدی کا شبہ بھی ہو اس سے کنارہ کرے‘‘۔(ملفوظات جلد اول صفحہ ۵۲۵)

مذاہب عالم کی تاریخ کا اہم ترین واقعہ

ھمارے سید و مولیٰ افضل الانبیا خیرا لاصفیا محمد مصطفی خاتم الرسل ﷺ کی بعثت اور ظھور اسلام ھے۔

آنحضرت ﷺ تمام سلسلہ انبیاء میں واحد نبی ھیں جنھوں نے اللّٰہ تعالیٰ کے حکم سے یہ منادی فرمائی کہ آپ دنیا بھر کی تمام قوموں ، تمام نسلوں اور تمام ملکوں کی اصلاح کے لئے مبعوث کئے گئے ھیں اور مشرق و مغرب میں کوئی ایک فرد بھی آپ کے دائرہ رسالت سے الگ نھیں ۔

حضرت آمنہؓ فرماتی ہیں: اُس وقت میں نے دیکھا کہ آپ سفید اُون کے کپڑے میں ملبوس ہیں اور آپ کے نیچے سبز حریر کا بچھونا ہے۔اور آپ آبدار موتیوں کی تین کُنجیاں ہاتھ میں لئے ہوئے ہیں۔اس وقت کسی کہنے والے نے کہا۔’’محمد ﷺ نے نُصرت،غلبہ اور نبوت کی کنجیاں دست مبارک میں لے رکھی ہیں‘‘

حضرت آدمؑ کی صفا ، حضرت نوحؑ کی رقت ،حضرت ابراھیمؑ کی خلعت، حضرت اسماعیلؑ کی زبان ، حضرت یعقوبؑ کی مسرت ، حضرت یوسفؑ کا جمال ، حضرت دائودؑ کی آواز ، حضرت ایوبؑ کا صبر ، حضرت یحییٰؑ کا زُھد ، اور حضرت عیسیٰؑ کا کرم

جب آنحضرت ﷺ نے مسند رسالت کو اپنے وجود سے عزت دی تو وہ زمانہ ایک ایسا تاریک زمانہ تھا کہ کوئی پہلو دنیا کی آبادی کا بدچلنی اور بدعقیدگی سے خالی نہ تھا۔آریہ ورت میں بُت پرستی نے خداپرستی کی جگہ لے لی تھی۔یورپ میں جہالت و وحشت کا دور دورہ تھا۔ایران میں مزدکیہ کا زور تھا۔اور اخلاق،تہذیب اور انسانیت کا نام و نشان تک مٹ چکا تھا۔چین میں ہر کام کے لئے جُدا جُدا بُت مقرر تھے۔اور اہل عرب تو انتہا درجہ کی وحشیانہ حالت تک جا پہنچے تھے کوئی نظام انسانیت کا اُن میں باقی نہ رہا تھا۔تمام معاصی ان کی نظر میں فخر کی جگہ تھے۔ماؤں کے ساتھ نکاح کرنا حلال سمجھتے اور لڑکیوں کو زندہ درگور کردیتے تھے۔بظاہر انسان تھے مگر عقلیں مسلوب تھیں۔نہ حیا تھی نہ شرم نہ غیرت۔شراب کو پانی کی طرح پیتے تھے۔جس کا زنا کاری میں اول نمبر ہوتا،وہی قوم کا رئیس کہلاتا تھا۔بے علمی اس قدر تھی کہ اردگرد کی تمام قوموں نے اُن کا نام اُمّی رکھا ہوا تھا۔ایسے وقت میں پیغمبر عالم حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کی عرب کے مرکزی شہر مکہ معظّمہ میں ۲۰ اپریل ۵۷۰ء کو ولادت باسعادت ہوئی۔اس موقع پر حضور علیہ السلام کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ کو ایک حیرت انگیز کشفی نظارہ دکھلایا گیا۔جو حضرت علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی کتاب ’’الخصائص الکبریٰ‘‘ کی جلد اول میں بالتفصیل درج ہے۔حضرت آمنہؓ فرماتی ہیں۔

’’میں نے اس وقت دنیا کے مشارق و مغارب کا معائنہ کیا میں نے دیکھا تین جھنڈے نصب کئے گئے۔ایک مشرق اور دوسرا مغرب میں اور تیسرا کعبہ کی چھت پر نصب کیا گیا۔اُس وقت مجھے دردزہ ہوا اور حضور ﷺ پیدا ہوئے۔ولادت کے بعد میں نے آپ کی طرف نظر کی تو دیکھا کہ سجدے کی حالت میں ہیں اور اُنگلیوں کو اس طرح اُٹھائے ہوئے ہیں جیسے کوئی گریہ وزاری کرنے والا اُٹھاتا ہے۔پھر میں نے سفید ابر دیکھا جو آسمان کی جانب سے آرہا تھا۔یہاں تک کہ اُس نے آپ کو مجھ سے روپوش کرلیا۔پھر وہ غائب ہوگیا۔پھر میں نے ایک منادی کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا۔’’محمد ﷺ کو زمین کے مشارق و مغارب میں لے جاؤ اور سمندروں کی سیر کراؤ تاکہ وہ سب آپ کے نام نامی، اوصاف گرامی اور صورت گرامی کو پہچان لیں اور جان لیں کہ آپ کا اسم گرامی اور نام نامی دریاؤں میں ماحی رقم کیا گیا ہے۔کیونکہ شرک اور اس کے لوازمات واسباب کو آپ کے زمانہ میں مٹا دیا جائے گا‘‘۔پھر وہ ابر جلد ہی آپ کے پاس سے ہٹ گیا۔اُس وقت میں نے دیکھا کہ آپ سفید اُون کے کپڑے میں ملبوس ہیں اور آپ کے نیچے سبز حریر کا بچھونا ہے۔اور آپ آبدار موتیوں کی تین کُنجیاں ہاتھ میں لئے ہوئے ہیں۔اس وقت کسی کہنے والے نے کہا۔’’محمد ﷺ نے نُصرت غلبہ اور نبوت کی کنجیاں دست مبارک میں لے رکھی ہیں‘‘۔اس کے بعد ایک اور ابر سامنے آیا۔اس میں گھوڑوں کے ہنہنانے اور پرندوں کے بازوؤں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔یہاں تک کہ اُس نے بھی آپکو مجھ سے پوشیدہ کردیا اور آپ میری نظر سے اوجھل ہوگئے۔میں نے منادی کو ندا کرتے سنا کہ ’’محمد ﷺ کو شرق و غرب اور انبیاءؑ کی مولدات پر لے جاؤ اور آپ کے حضور جن وانس اور وحوش وطیور کی روحوں کو پیش کرو۔اور آپ کو حضرت آدمؑ کی صفا، حضرت نوحؑ کی رقت، حضرت ابراہیمؑ کی خلعت، حضرت اسماعیلؑ کی زبان، حضرت یعقوبؑ کی مسرت، حضرت یوسفؑ کا جمال، حضرت داؤدؑ کی آواز، حضرت ایوبؑ کا صبر، حضرت یحییٰؑ کا زُہد، اور حضرت عیسیٰؑ کا کرم عطا کرو۔

(بقیہ صفحہ 2 پر)

حلقہ گریس ہائم فرینکفرٹ کی خصوصی مساعی

خداتعالیٰ کے فضل سے حلقہ میں لجنہ اماء اللہ کے تحت تین پروگرام ہوئے۔

تبلیغی سٹالز: 18.09.07 کو ایک انٹرنیشنل ادارے IB کے تحت Eichendorfschule کے Spielplatz میں Nachbarschaft fest ہوا۔ جس میں لجنہ اماء اللہ کے دو اسٹال تھے۔ ایک کتابوں اور لٹریچر کا اور دوسرے کھانے پینے کا اسٹال تھا۔ کتابوں کے اسٹال پر 40 مہمانوں نے وزٹ کیا اور اپنے ہمراہ شوق سے لٹریچر لے کر گئے کئی کتابیں اور قرآن مجید لوگوں نے خریدے۔ کھانے پینے کے اسٹال پر ہونے والی آمدنی میں سے نصف رقم ایک فلاحی ادارے کو دی گئی اور نصف رقم سو مساجد کی تعمیر کی مد میں جمع کروائی۔ چرچ نے ہمارے کتابوں کے اسٹال کی کافی مخالفت کی لیکن IB والوں نے ازراہِ شفقت ہمیں اجازت دی۔ کیونکہ ہم انکی کافی پروجیکٹس میں مدد کرتے ہیں۔ اسکا نتیجہ یہ نکلا کہ ہمیں 20.09.07 کو Kinder welt tag پر بھی تبلیغی اسٹال لگانے کا موقع ملا۔ 20.09.07 کو ہمارے حلقہ کی طرف سے تین اسٹال لگائے گئے۔ کتابوں کے اسٹال پر 50 مہمانوں نے وزٹ کیا۔ لٹریچر تقسیم کیا گیا، کتابیں اور قرآن مجید فروخت ہوئے۔ ایک البانین فیملی نے خاص طور پر درخواست کی کہ انہیں البانین زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ چاہیئے۔ جو ہم جلد ہی انشاء اللہ انہیں مہیا کریں گے۔ کھانے پینے کے اسٹال اور مہندی کے اسٹال سے حاصل ہونے والی تمام رقم بچوں کے فلاحی ادارے کو دے دی گئی۔

وقارِ عمل 22.09.07 کو IB کے تحت گریس ہائم میں نیا Spielplatz تعمیر ہونا تھا خداتعالیٰ کے فضل سے لجنہ اماء اللہ گریس ہائم کے تحت 8 بچوں نے اس وقارِ عمل میں شرکت کی۔ ہماری ٹیم کا نام Ahmaddia Muslim Kinder رکھا گیا۔ ان کے باقاعدہ Ausweis تیار ہو رہے ہیں اور انہی ناموں کی T.Shirts بن رہی ہیں۔ ہر ماہ کے پہلے ہفتہ میں یہ بچے وقارِ عمل کیا کریں گے۔

افطار پارٹی کا اہتمام: 29.09.07 اس بار حلقہ گریس ہائم کی لجنہ نے ارادہ کیا تھا کہ عید ملن پارٹی کی بجائے افطار پارٹی کا اہتمام کیا جائے۔ جس میں رمضان المبارک کی برکات اور اس کے مسائل غیر مسلموں کے سامنے پیش کیے جائیں۔ پروگرام 5 بجے شروع ہوا۔ اس بار بھی IB نے ازراہِ شفقت ہمیں پارٹی ہال مفت دیا اور پلاسٹک کے برتن وغیرہ بھی مہیا کئے۔ اور ہمارے ساتھ ہر طرح کا تعاون کیا۔ خداتعالیٰ کے فضل سے تقریباً 80 مہمان عورتوں نے شرکت کی۔ قرآن مجید کی تلاوت اور جرمن ترجمہ کے بعد بچیوں نے Willkommen کی نظم پیش کی اسکے بعد تین بچیوں نے رمضان المبارک پر Presentation پیش کی۔ جو کہ لوگوں نے بہت پسند کی۔ تقریباً 45 منٹ سوال جواب کی محفل رہی اس کے بعد قصیدہ پیش ہوا اور ایک جرمن نظم رمضان کے بارے میں ایک بچی نے پڑھی Frankfurt Neu Presse کی طرف سے اخباری رپورٹر بھی شامل ہوئی اور اگلے دن اخبار میں تصویر شائع ہونے کے ساتھ ساتھ نمایاں خبر بھی شائع کی۔ سات بجکر 12 منٹ پر روزہ افطار کرنے کی دعا کے ساتھ روزہ افطار کیا گیا۔ مہمانوں کی تواضع کھجوروں، پیزا، روسٹ، سموسے، دھی بڑے، مٹھائی اور کیک وغیرہ سے کی گئی۔ نیز گرم ٹھنڈے مشروبات بھی ساتھ ساتھ پیش کئے گئے۔ مہمانوں نے اس ضیافت کا بہت شکریہ ادا کیا اور کہا کہ ہمیں اسلام اور مسلمانوں کے بارے اچھی معلومات ملی ہیں اور ہماری دعا ہے کہ تم لوگ اسی طرح ترقی کرتے جاؤ۔ آمین

خداتعالیٰ اس کام میں تعاون کرنے والی تمام ممبرات کو بہترین جزا سے نوازے۔ آمین

(شہلا ناصر صاحبہ۔ صدر حلقہ گریس ہائم)

بے پردگی کا رجحان

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہُ نے فرمایا۔

"جو لوگ پردے کے شروع سے پابند نہیں ہیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ وہ ایک دن میں پردے کے پابند ہو جائیں۔ مگر ہم یہ نہیں چاہتے کہ اسلام کے نام پر نئی نئی رسمیں جاری کی جائیں اور سخت قسم کے پردے کے ردّ عمل کے طور پر عورتیں پردے سے بالکل ہی آزاد ہو جائیں۔ جو لوگ ایک عرصہ سے پردہ چھوڑ چکے ہیں انہیں بیشک پہلے آہستہ آہستہ پردے کی حکمت کے قائل کرو اور بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے مسائل میں بڑی بڑی حکمتیں ہوتی ہیں۔ لیکن جو لوگ محض اپنی دنیوی ترقی اور اعلیٰ طبقہ میں اپنے جھوٹے وقار کو قائم کرنے کے خیال سے اپنے گھروں میں بے پردگی کو رواج دے رہے ہیں وہ یقیناً اپنے عمل سے کوئی اچھا نمونہ پیش نہیں کر رہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ فوجی افسروں کے طبقہ میں خصوصاً بے پردگی کا رجحان بڑھ رہا ہے۔ ایک دن ایک عورت آتی ہے اور وہ پردے کی پابند ہوتی ہے۔ لیکن دوسرے دن اچانک پردہ غائب ہو جاتا ہے۔ اور پوچھنے پر بتایا جاتا ہے کہ خاوند کے عہدہ میں ترقی کا سوال درپیش تھا۔ اس لیے پردہ چھوڑ دیا گیا۔ حالانکہ بیوی کی بھیک سے ترقی کرنے کی کوشش ایک نہایت ذلیل بات ہے۔

میں اس کی طرف عورتوں کو خصوصاً اور مردوں کو عموماً توجہ دلاتا ہوں۔ آخر تم کیوں خیال کرتے ہو کہ پردہ تمہاری ترقی کی راہ میں روک ہے۔ یورپ والے دو ہی اعتراض پیش کیا کرتے ہیں۔ ایک یہ کہ پردے میں صحت برقرار نہیں رہ سکتی اور دوسرا یہ کہ تعلیم حاصل نہیں کی جاسکتی۔ ہم نے اپنے ہاں ان دونوں اعتراضوں کا غلط ہونا ثابت کر دیا ہے۔ ہمارے ہاں پردے کی پابندی کے باوجود اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم عورتیں حاصل کر رہی ہیں اور انکی صحت پر بھی پردے نے کوئی بُرا اثر نہیں ڈالا"۔

(اقتباس از تقریر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرمودہ ۲۷ دسمبر ۱۹۵۴ بر موقعہ جلسہ سالانہ۔ اوڑھنی والیوں کے لیے پھول صفحہ ۱۵۹)

ظہورِ مہدی کی ایک علامت جنسی بے راہ روی کا حد سے گزرنا

بَلْ یُرِیْدُ الْاِنْسَانُ لِیَفْجُرَ اَمَامَہٗ (القیامۃ۔۶)

انسان چاہیگا کہ اس (قیامت کے آنے) سے پہلے فسق و فجور ہی میں مبتلا رہے...... گو اس وقت انسان بظاہر خدا تعالیٰ کی طرف سے اپنے احیاء اور اصلاح معاشرہ کے سامان ہونے سے مایوسی کا اظہار کرے گا لیکن درحقیقت وہ اصلاح چاہے گا ہی نہیں۔ وہ چاہے گا کہ آئندہ بھی فسق و فجور میں مبتلا رہے۔ دوسرے معنے اس کے یہ ہیں کہ وہ چاہے گا کہ جو موقعہ اس وقت اسے میسّر ہے اس میں مبتلا رہے اور اپنی اصلاح کو فردا پر اٹھا رکھے۔ یہ بھی اس کے معنے ہیں کہ اس وقت انسان بدیوں اور بے حیایوں کا ارتکاب چھپ کر نہیں کرے گا۔ انسان انسان کے سامنے کھلم کھلا بدیاں کرے گا اور شرمائے گا نہیں۔ یعنی قوم لوط کی طرح وَتَاْتُوْنَ فِیْ نَادِیْکُمُ الْمُنْکَرَ (العنکبوت ۲۹:۳۰) کا مصداق ہوگا۔ چنانچہ دیکھ لیجئے اس زمانہ میں یورپین ممالک میں بلکہ ہمارے یہاں بھی بعض ہوٹلوں وغیرہ میں کھلے بندوں شرابیں پی جاتی ہیں اور بدکاریاں ہوتی ہیں۔ مردوں کے مردوں سے بیاہ گرجوں میں ہو رہے ہیں۔ SWINGING CLUBS بنی ہوئی ہیں جن میں لوگ وقتی طور پر اپنی بیویاں دوسروں سے بدل لیتے ہیں۔ ہم جنسی کے حق میں جلوس نکل رہے ہیں اور بین الاقوامی سطح پر ہم جنس پرستوں کے "اس حق" کے تحفظ کی باتیں ہو رہی ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ O

ناطقہ سر بگریباں کہ اسے کیا کہئے
خامہ انگشت بدنداں کہ اسے کیا لکھئے

امریکہ کی ایک عورت نے ان حالات کو اپنی سمجھ کے مطابق بہ ایں الفاظ بیان کیا ہے کہ

"اگر اہل امریکہ پر عذاب نہ آیا تو خدا تعالیٰ کو سدوم کی بستی سے معذرت کرنا پڑے گی۔" مطلب یہ کہ وہ بدی جو اہل سدوم یعنی قوم لوط میں پائی جاتی تھی ان میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہے۔ مگر امریکہ پر بس نہیں دوسرے بہت سے ممالک کی جنسی بے راہ روی کا اس وقت یہی حال ہے۔ پس یہ بھی ایک علامت ظہور مہدیؑ کی ہے جو پوری ہو چکی ہے"۔

(ذکر المھدی فی القرآن ۴۴۱۔۴۴۲) (مؤلفہ۔ پیر معین الدین)

(بقایا از صفحہ 1) اور تمام نبیوں کے اخلاق حمیدہ اور فضائل جلیلہ سے آراستہ کردو۔ علیٰ نبینا و علیھم السلام "۔ اس کے بعد وہ ابر چھٹ گیا۔ اور میں نے آپ کو موجود پایا۔ آپ نے لپٹے ہوئے سبز حریر کو تھامے رکھا اور کوئی مخلوق نہیں جو آپ کے حلقہء نبوت سے باہر ہو۔ (ترجمہ۔ الخصائص الکبریٰ جلس اص ۴۸)۔

آنحضرت ﷺ تمام سلسلہ انبیاء میں واحد نبی ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے یہ منادی فرمائی کہ آپ دنیا بھر کی تمام قوموں، تمام نسلوں اور تمام ملکوں کی اصلاح کے لئے مبعوث کئے گئے ہیں اور مشرق و مغرب میں کوئی ایک فرد بھی آپ کے دائرہ رسالت سے الگ نہیں۔

چنانچہ قرآن مجید میں اللہ جلشانہ فرماتا ہے۔

وَ مَآ اَرسَلنٰکَ اِلَّا کَافَّۃً لِلنَّاسِ بَشِیرًا نَذِیرًا (السبا۔ ۲۹)

ہم نے تجھ کو تمام بنی نوع انسان کی طرف (جن میں سے ایک بھی تیرے حلقہء رسالت سے باہر نہ رہے ایسا) رسول بنا کر بھیجا ہے جو (مومنوں کو) خوشخبری دیتا اور کافروں کو ہوشیار کرتا ہے۔

قُل یَآ اَیُّھَا النَّاسُ اِنِّی رَسُولُ اللّٰہِ اِلَیکُم جَمِیعًا نِ الَّذِی لَہٗ مُلکُ السَّمٰوٰتِ وَ الارضِ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ (الاعراف ۱۵۹)

کہو کہ اے لوگو۔ میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ جس کو آسمانوں اور زمین کی بادشاہت حاصل ہے۔ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

ھُوَ الَّذِی اَرسَلَ رَسُولَہٗ بِالھُدٰی وَ دِینِ الحَقِّ لِیُظھِرَہٗ عَلَی الدِّینِ کُلِّہٖ (التوبہ ۳۳)

وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تا کہ (باقی) تمام دینوں پر سے اُسے غالب کر دے۔

(از شانِ خاتم الانبیاء ﷺ سیرۃ النبی ﷺ سیریز نمبر 8 صفحہ 3.2 از مولانا دوست محمد شاہد صاحب ایڈیشن اگست 1987)

چھوٹی سی بات خواہشوں، آرزوؤں، تمناؤں کو مت دبائیں، ان کا اظہار کریں۔ شاید کوئی ان کو پورا ہی کر دے۔ اگر کوئی نہیں کرتا نہ کرے۔ اپنے رب سے دعا کریں۔ وہ تو سب کے دلوں کو جانتا ہے۔ کچھ لوگ نہ اظہار کرتے ہیں نہ دعا۔ اور چاہتے ہیں ان کی آرزوئیں پوری ہوں اور جب پوری نہیں ہوتیں۔ تو نتیجتاً منفی خیالات ان کے ذہن پر قبضہ جما لیتے ہیں۔ جو ان کو ڈپریشن کی طرف دھکیلتے ہیں۔ خدارا منفی خیالات سے بچیں، امید اور خواہش پر یقین رکھیں۔ زندگی مثبت خیالات کی آماجگاہ بن جائے گی۔

یورپ میں اسلام کی ترقی اور مخالفت ساتھ ساتھ

(زوباریہ احمد-ایمن ہاؤزن)

(گذشتہ سے پیوستہ) پھر بعد میں ایک عظیم مُسلمان ہیرو سُلطان صلاح الدین ایوبی نے نہایت حکمتِ عملی اور ذہانت سے بے حد چھوٹے سے لشکر سے ان کو شکست دی تو عدل وانصاف کی ایک بہت بڑی مثال کی جس کی مغربی تاریخ بھی گواہی دیتی ہے۔انہوں نے ان دونوں جرنیلوں میں سے ایک کو تو جو ان مظالم میں راہِ راست شریک تھا سزائے موت کا حُکم سُنایا، جبکہ دوسرے کو اس لئے معاف کر دیا کہ وہ ان مظالم کا براہِ راست ذمّہ دار نہ تھا۔انصاف کی یہ کیسی عظیم مثال ہے۔اب سوال یہ ہے کہ پوپ کے بیان شُدہ اقتباس میں موجود یہ الزام اگر خُدانخواستہ سچ ہے کہ اسلام مذہب کو تلوار سے پھیلانے کی اجازت دیتا ہے تو پھر سوال یہ ہے کہ آج ساری دُنیا میں عیسائیت قائم کیوں نہیں ہے؟ کیونکہ یہی وہ مذہب ہے جس کے نام پر دُنیا کی تاریخ میں آج تک سب سے زیادہ ظُلم ڈھایا گیا اور اسے مُختلف وقتوں میں ایک لمبے عرصے تک چرچ کے رہنماؤں کے حُکم پر قتل وغارت کے ذریعہ سے پھیلانے کو کوشش کی گئی۔پھر آج ایسا کیوں ہے؟ کہ چرچ دن بدن خالی ہوتے چلے جا رہے ہیں، لوگ چرچ سے اپنا تعلق توڑ رہے ہیں اور ایک بھی عیسائی فرقہ ایسا نہیں، جو آج عیسائیت کا کامیاب پرچار کر کے لوگوں کو جوق درجوق اس میں شامل کر رہا ہو۔ جرمنی کے علاوہ یورپ بھر میں بے دینی پھیلتی چلی جا رہی ہے۔

اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک سو سال قبل پیشگوئی فرما دی تھی کہ :۔"عنقریب سوائے پادریوں کے اور سب لامذہب کہلائیں گے"۔

(البدر، جلد اوّل نمبر 10 صفحہ 74)

اسلام کو تو خُدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مُطابق احمدیت بخش دی ہے اور اسطرح رہتی دُنیا تک اس کی ترقی اور زندگی کا سامان کر دیا ہے، کہ احمدیت بذاتِ خود اسلام کی سچائی کی سب سے بڑی گواہی ہے۔ اسلام میں کبھی کسی پر جبر نہیں کیا گیا۔ اسلام کبھی جبر سے نہیں پھیلایا گیا، اسلام میں ایک ایسا حُسن ہے جس سے کوئی بھی نیک رُوح متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی۔اس کی سب سے بڑی مثال خلیفہ رسول ﷺ حضرت عُمر فاروقؓ کی ذات ہے۔آپ اتنے سخت اور اکھڑ مشہور تھے کہ آپ کے اہلِ خانہ کے علاوہ بعض صحابہؓ بھی آپ سے اکثر ڈرتے تھے،اور آپؓ قبولیت اسلام سے قبل کفّار مکہ کی سب سے بڑی طاقت اور زُعم تھے۔لیکن آپ کے کانوں میں جب خُدا کا پیغام پڑا جب آپ نے قُرآن کا پیغام سُنا تو اس پاک کلام کا آپؓ پر ایسا اثر ہوا کہ اس کے بعد آپ سے بڑا عاجز کوئی اور نہ تھا۔وہی عُمرؓ جو قُرآن کریم کا پیغام سُننے سے قبل صرف یہ سُن کر اپنی ہمشیرہ تک کو مار دینے کے درپے ہو گئے تھے کہ وہ مُسلمان کیوں ہو گئیں اور انتہائی غُصّے کی حالت میں تھے اور اسلام سے سخت نفرت کرتے تھے، وہی عُمرؓ قُرآن کریم میں موجود اللہ کے پیغام کا محض ایک چھوٹا سے حصّہ سُننے کے بعد اللہ تعالیٰ کے سب سے بڑے عاجز بندوں میں شامل ہو گئے۔اور آنحضور ﷺ کے لئے سب کُچھ قُربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔اور یہ محض اس لئے ہوا کہ قُرآن حقیقتاً اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو دِل پر اثر کرتا ہے۔ حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام اس ضمن میں فرماتے ہیں:۔" بلکہ قُرآنِ شریف استدلالی رنگ رکھتا ہے۔کوئی بات وہ بیان نہیں کرتا جس کے ساتھ اس نے ایک قوی اور مستحکم دلیل نہ دی ہو۔جیسی قُرآن شریف کی فصاحت و بلاغت اپنے اندر ایک جذب رکھتی ہے۔جس طرح اس کی تعلیم میں معقولیت اور کشش ہے ویسے ہی اس کے دلائل مؤثر ہیں"۔(ملفوظات نیا ایڈیشن جلد دوم، صفحہ 181)۔

بیشک یہ قُرآنِ کریم کی پُر اثر تعلیم کا کرشمہ ہی تھا کہ وہی عُمر جو اسلام کے بہت بڑے دُشمن تھے کلامِ پاک سُننے کے بعد اسلام پر اپنا جان و مال غرضیکہ سب کُچھ قُربان و نثار کرنے کو تیار ہو گئے اور کفّارِ مکّہ کے سامنے ڈٹ کر کھڑے ہو گئے اور کفّار مکّہ پر یہ جان کر کہ عُمرؓ مُسلمان ہو گئے ہیں ایک دہشت طاری ہو گئی۔ وہی عُمرؓ جو پہلے آنحضور ﷺ کو تلاش کرتے تھے تا کہ آپ ﷺ کو شہید کر سکیں، اسلام لانے کے بعد آپ ﷺ سے ایسی محبت اُن کے دِل میں پیدا ہو گئی کہ جب آپ ﷺ کا وصال ہوُا تو حضرت عُمرؓ تلوار تان کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ "جو کہے گا آنحضور ﷺ کی وفات ہو گئی ہے، میں اُس کی جان لے لوں گا۔" حالانکہ آپؓ جانتے تھے کہ آنحضور ﷺ کا وصال ہو چُکا ہے لیکن آپ کا دِل آنحضور ﷺ سے اپنے بے پناہ عشق کے باعث یہ حقیقت قبول کرنے سے انکاری تھا۔یہاں تک کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے آگے بڑھ کر آپؐ کی پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا کہ " آپ ﷺ پر خُدا تعالیٰ دو موتیں جمع نہ کرے گا"۔

(ملفوظات نیا ایڈیشن جلد چہارم صفحہ 134)

واضح رہے کہ اس وقت اسلام اپنے آغاز کی حالت میں تھا اور مُسلمان تھوڑی سی تعداد میں چاروں طرف سے دُشمن کے نرغے میں گھرے رہتے تھے اور کفار مکّہ کی طرف سے دن رات طرح طرح کی صعوبتوں میں ڈالے جاتے تھے۔ آنحضور ﷺ خُدا تعالیٰ سے دُعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ! عُمر یا ابو جہل میں سے کسی ایک کو مُسلمان کر دے۔تو اگر اسلام خُدانخواستہ واقعی تلوار کے زور پر پھیلایا گیا ہے تو کیوں آنحضور ﷺ اتنی عاجزی سے یہ دُعا کرتے تھے؟ اور دوسرا یہ کہ اسلام کے اس نازک دور میں تو مُمکن ہی نہ تھا کہ حضرت عُمر فاروقؓ جیسے بہادر اور مضبوط حسب ونسب والے قبیلے کے شخص کے ساتھ کوئی زبردستی کی جاسکتی۔اسلامی تاریخ تو ایسی اور بھی بے شمار مثالوں سے بھری پڑی ہے، البتہ کسی دوسرے مذہب میں مذہب کی ایسی پُر اثر سچائی کی کوئی ایک بھی مثال نہیں ملتی۔

اسلام میں آنحضور ﷺ نے جو بھی جنگیں لڑیں وہ ان پر مسلّط کی گئی تھیں اور تاریخ میں ایک بھی واقعہ نہیں، جس میں آنحضور ﷺ یا آپ ﷺ کے کسی بھی صحابہؓ نے کسی کو زبردستی مُسلمان کیا ہو، اس کے لئے تلوار تو دُور کی بات کبھی کوئی سخت الفاظ بھی استعمال نہیں کیا۔دنیا کی تاریخ میں اگر کوئی بستی تھی جہاں مُسلمان، یہودی اور عیسائیوں کو یکساں حقوق حاصل تھے تو وہ مدینہ مکرمہ کی پاک بستی تھی۔ جس Integration کے لئے جرمنی آج کوشاں ہے اُس کی سب سے پہلی مثال آنحضور ﷺ نے کئی سو برس قبل مدینہ میں قائم کی۔جس کی بُنیاد قُرآنِ کریم کی امن پسند تعلیم تھی اور آج بھی ہے۔آنحضور ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرامؓ نے دُنیا کے سامنے اسلام کی اصل اور حسین تصویر پیش کی تھی، جس کے نتیجہ میں لوگ جوق در جوق اسلام کی آغوش میں آ گئے تھے۔انہیں سب سے بڑھ کر امن کی تلاش تھی اور ظاہری اور باطنی امن انہیں صرف اسلام کی پناہ میں مِلا تھا۔ لیکن اس کے برعکس عیسائی تاریخ میں کثرت سے چرچ کے ایسے رہنماء (پوپ) آئے، جنہوں نے دوسرے مذہب کے حامل لوگوں پر ظُلم وستم کیا اور انہیں زبردستی عیسائی بنانے کے لئے ان پر ہر قسم کا ظُلم ڈھایا۔ تمام اسلامی جنگیں تو صرف دفاعی جنگیں تھیں۔

اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

"جیسے مثلاً اسلام کی بابت جب عیسائی لوگ کسی سے گُفتگو کرتے ہیں، تو اسلامی جنگوں پر کلام کرنے لگتے ہیں حالانکہ خود اُن کے گھر میں یشوعؑ اور موسیٰ کی جنگوں کی نظیریں موجود ہیں۔اور وہ جب اسلامی جنگوں سے کہیں بڑھ کر موردِ اعتراض ٹھہر جاتے ہیں کیونکہ ہم یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ اسلامی جنگیں صرف دفاعی جنگیں تھیں ان میں وہ شدتّ اور سخت گیری ہرگز نہ تھی جو موسیٰ اور یشوع کی جنگوں میں پائی جاتی ہے۔اگر وہ کہیں کہ موسیٰ اور یشوع کی لڑائیاں عذابِ الہٰی کے رنگ میں تھیں تو ہم کہتے ہیں کہ اسلامی جنگوں کو عذابِ الہٰی کی صُورت میں کیوں تسلیم نہیں کرتے۔موسوی جنگوں کو کیا ترجیح ہے۔بلکہ ان اسلامی جنگوں میں تو موسوی لڑائیوں کے مقابلے میں بڑی بڑی رعائتیں دی گئی ہیں۔۔۔ پھر جس قدر رعائتیں اسلامی جنگوں میں دیکھو گے۔ مُمکن نہیں کہ موسوی یا یشوعی جنگوں میں اس کی نظیر مل سکے۔موسوی جنگوں میں لاکھوں بے گناہ بچوں کا مارا جانا، بوڑھوں اور عورتوں کا قتل، باغات اور درختوں کا جلا کر سیاہ کر دینا، تورات سے ثابت ہے۔مگر ہمارے نبی ﷺ نے باوصفیکہ ان شریروں سے وہ سختیاں اور تکلیفیں دیکھی تھیں جو پہلے کسی نے نہ دیکھی تھیں۔پھر ان دفاعی جنگوں میں بچوں کو قتل نہ کرنے، عورتوں اور بوڑھوں کو نہ مارنے، راہبوں سے تعلق نہ رکھنے اور کھیتوں اور ثمر دار درختوں کو جلانے اور عبادتگاہوں کے مسمار نہ کرنے کا حُکم دیا جاتا تھا، اب مقابلہ کر کے دیکھ لو کس کا پلّہ بھاری ہے"۔(ملفوظات نیا ایڈیشن جلد دوم، صفحہ 72)

واضح رہے دُنیا میں آج تک سب سے زیادہ ظُلم وستم چرچ نے انسانوں پر ڈھائے اور کئی کروڑ انسانوں کو مذہب کے نام پر ناقابلِ تصور اذیتوں سے ہلاک کر دیا اور یہ ہلاکتیں کئی صدیوں تک مُحیط رہیں۔آج اسلام میں عورت کے مقام پر تنقید کرنے والوں اور مُسلمان عورتوں کو اُن کے حقوق دلوانے کی باتیں کرنے والوں نے عورت پر ایسے ناقابلِ تصور اور انسانیت مظالم ڈھائے ہیں کہ اُن کا ذکر بھی خوفناک ہے۔ان مظالم کی داستان صرف اسلامی لٹریچر میں نہیں بلکہ خود مغربی لٹریچر میں کثرت سے ملتی ہیں۔ Wikipedia جیسے website کو، جو مغربی ادبی حلقوں میں قابلِ اعتماد گردانا جاتا ہے، کھول کر دیکھ لینا کافی ہے۔اس کے علاوہ چرچ نے ہر وہ کتاب جو چرچ کی ان حرکتوں پر ذرہ برابر بھی تنقید کرتی تھی، یا عیسائیت کی تعلیم کے خلاف تھی وہ جلا دی۔ چرچ کے حُکم اور نِگرانی میں قرونِ وُسطیٰ میں علم کا ایک عظیم خزانہ تباہ کر دیا گیا۔قرونِ وسطیٰ کے زمانہ میں چرچ نے انسانیت پر جو غیر انسانی مظالم ڈھائے ان کے بارے میں ایک رومن کیتھولک پادری Hubertus Mynarek, نے جو آسٹریا کی نامور رومن کیتھولک یونیورسٹی کے ڈائیریکٹر بھی تھے ایک کتاب لکھی ہے، جس نام Die neue Inquisition, Sektenjagd in Deutschland ہے۔اس میں تفصیلات کا مُطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

حیرت کی بات ہے کہ ان تمام حقائق کو بھلا کر آج اسلام پر دہشت گردی کا الزام لگایا جا رہا ہے۔ اور سب سے بڑا سوال یہ ہے کہ اگر آج واقعی ہی دُنیا کو صرف اسلام سے ہی خطرہ درپیش ہے اور اسلام ہی تشدد اور دہشت گردی سکھاتا ہے اور جنگوں سے خوش ہوتا ہے اور صرف مغربی اقدار ہی امن کی تعلیم سکھا سکتی ہیں تو پھر آج ہونے والی جنگیں کس مذہب کی تعلیم کے مُطابق ہیں، کہ آج اسلامی ممالک تو زمین پر لیٹے ہیں اور جنگیں تو صرف مغربی ممالک کر رہے ہیں، جن کا شکار بھی صرف مُسلمان ممالک ہیں۔ مغرب نے کیوں اپنی امن کی تعلیم پیش کر کے دُنیا کو جنگوں سے نہیں بچایا؟ کیوں ساری دُنیا کو آگ میں دھکیل دیا؟

واضح رہے کہ یہ مندرجہ بالا تنقید صرف چرچ پر ایک تنقید ہے عیسائیت پر نہیں کیونکہ قُرآنی تعلیمات کے مُطابق یہ سب مذہب خُدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔اور اسلامی تعلیمات کے مُطابق خُدا تعالیٰ رحمٰن ورحیم جو نہ تو خود بندوں پر ظُلم کرتا ہے اور نہ ہی اپنے نبیوں کو اس نے کبھی کوئی متشدد تعلیم دے کر دُنیا میں بھیجا۔ ہم احمدی مُسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خُدا کا سچا نبی مانتے ہیں اور کبھی یہ تسلیم نہیں کر سکتے کہ انہوں نے کبھی عیسائیوں کو ایسی وحشیانہ تعلیمات دی ہوں، لہٰذا چرچ یا کسی بھی پوپ نے عیسائیت کے نام پر آج تک دُنیا میں جو مظالم ڈھائے اُن کا حقیقت میں عیسائیت سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ حقیقت اسی طرح اٹل ہے، جیسے آج اسلام پر خودکش حملے کرنے والوں یا دیگر دہشت گردی کرنے والوں کا حقیقی اسلام سے جو محمد ﷺ کا اسلام تھا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور حقیقت یہ بھی ہے کہ جیسے قُرونِ وُسطیٰ یا اُس سے قبل جتنے بھی عیسائی رہنما جنہوں نے عیسائیت کے نام پر ظُلم کئے وہ عیسائیت کے نام پر اسی طرح ایک بدنُماء کلنک ہیں، جس طرح آج کے نام نہاد دنگا فساد کرنے والے مُسلمان اسلام کی حسین پیشانی پر ایک بدنُماء کلنک ہیں۔ چرچ نے عیسائیت کے نام پر جو مظالم ڈھائے، اُن کا یہاں ذکر کر کے یہ ثابت کرنا مقصد نہیں کہ اگر ایک غلط کام کرے تو دوسرے بھی بدلے کے طور پر ویسا ہی شروع ہو جائیں، بلکہ یہ ثابت کرنا مقصد ہے کہ ہر مذہب کے ماننے والوں میں ہمیشہ ایسے لوگ شامل رہے ہیں، جنہوں نے اپنے مذہب کی تعلیمات سے ہٹ کر غلط کام کر کے اپنے مذہب کا نام بدنام کیا ہے، جیسا کہ آجکل اسلام کے ساتھ ہو رہا ہے۔ تو ایسے میں ان انسانوں کے غلط کاموں پر تنقید ہونی چاہیے، نہ کہ مذاہب کو اس کا ذمہ دار ٹھہرایا جانا چاہیے۔ ہر سچّا یہودی، ہر سچّا عیسائی، اور ہر سچّا مُسلمان امن چاہتا ہے، کیونکہ یہ تمام مذاہب خُدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔

بقیہ اگلے شمارے میں

Vol.10 Monthly Khadija Germany Issue10-11

Genfer Str. 11, 60437 Frankfurt/M. Telephone: 069-5487662, Telefax:069-506886360, E-mail: safiacheema@yahoo.de

اہلِ اسلام کی موجودہ حالت پر حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

"جب تک ان لوگوں میں اعلائے کلمۃ اللہ کا خیال تھا اور اس کو انہوں نے اپنا مقصود بنایا ہوُا تھا اور جب تک ان کی نظریں خُدا پر تھیں خُدا تعالیٰ بھی ان کی نُصرت کرتا تھا۔مگر بعد ازاں جب اغراض بدل گئے تو خُدا نے بھی چھوڑ دیا"۔(ملفوظات نیا ایڈیشن جلد سوم صفحہ 406)۔پھر ایک اور جگہ بغداد کی تباہی کے حوالے سے فرمایا۔"بدکاری حد سے بڑھ گئی تھی۔آخر خُدا تعالیٰ نے اس طرح ان کو تباہ کیا۔لکھا ہے کہ آسمان سے آواز آتی تھی ''اَیُّھَا الْکُفَّارُ اُقْتُلُواالْفُجَّارَ"۔(ملفوظات نیا ایڈیشن جلد دوم صفحہ 453)۔

سورۃ الکٰفرون

میں نے ان سے پوچھا کہ" آخر میں ایسا کیوں کروں۔ان لوگوں کو میرے قومی لباس پر اعتراض کرنے کا حق کیا ہے؟"

''کاش ہمارے نوجوان مغربی ممالک کی طرف سفر کرتے ہوئے یا ان ملکوں میں سفر کرتے ہوئے اِن سورتوں کو پڑھیں اور اُن کے مضمون پر غور کریں تو یقیناً وہ کفر کی طاقتوں سے کبھی متاثر نہ ہوں اور اپنی بے بسی اور اپنی ذلت اور اپنی قوم کی کمتری کا احساس اُن کے دلوں سے جاتا رہے''

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اس سورۃ کے فضائل کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں کہ

''اِس سورۃ کے فضائل کے متعلق جُبیر بن مطعمؓ سے بھی ایک روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''اَ تُحِبُّ یَا جُبَیْرُ اِ ذَا خَرَ جْتَ سَفَرًا اَنْ تَکُوْ نَ اَ مْثَل اَصْحَا بِکَ ھَیْئَۃً وَّ اَ کْثَرَ ھُمْ زَادًا یعنی اے جُبیرؓ کیا تم پسند کرتے ہو کہ جب تم سفر کے لئے نکلو تو اپنے ساتھیوں میں سے سب سے زیادہ شان تمہارے چہرہ سے ٹپک رہی ہو اور سب سے زیادہ زادِ راہ تمہارے ساتھ ہو''۔جُبیرؓ نے عرض کیا ''یا رسول اللہ! ہاں'' اس پر آپ نے فرمایا '' تب تم سفر میں یہ پانچ سورتیں پڑھا کرو یعنی سورۃ الکٰفرون سے لے کر قُلْ اَ عُوْ ذُ بِرَ بِّ النَّاسِ تک''۔سورۃ الکافرون سے آخر تک چھ سورتیں ہیں پس یا تو پانچ کے یہ معنے ہیں کہ سورۃ تبّت کو اس گنتی میں سے آپ نے نکال دیا ہے اور یا پھر الکافرون کے بعد کی سورتوں کو آپ نے پانچ قرار دیا ہے یا پانچ راوی کی غلطی ہے اور مراد یہ ہے کہ الکافرون سمیت چھ یا الکافرون کو نکال اس کے بعد کی پانچ سورتیں۔

پھر آپ نے فرمایا ''جب پڑھنا شروع کرو تو بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم پڑھ کر تلاوت شروع کیا کرو'' (یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم ہر سورۃ کا حصہ ہے) جُبیرؓ کہتے ہیں کہ میں مال دار نہ تھا اور جب میں سفر کرتا تھا تو سب ساتھیوں سے بُرا حال میرا ہوتا تھا اور سب سے کم زاد میرے پاس ہوتا تھا۔مگر اس کے بعد اِن سورتوں کی برکت کی وجہ سے میرا حال سب ساتھیوں سے اچھا ہو گیا اور سب سے زیادہ زاد میرے پاس ہوتا۔

اس میں کوئی شُبہ نہیں کہ قرآن کریم کی سورتوں کے پڑھنے میں برکات ہیں۔جو شخص قرآنِ کریم پڑھتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اُس پر اپنا فضل نازل کرتا ہے مگر اس کے علاوہ یہ بات بھی ہے کہ ان سورتوں میں زیادہ تر غیر مذاہب کا مقابلہ ہے اور اپنی کمزوریوں کو دور کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اور مصائب کے وقت میں استقلال قائم رکھنے کی تلقین ہے۔اور توحید پر زور دیا گیا ہے اور باہمی لڑائی اور جھگڑے سے روکا گیا ہے۔اور جب انسان ان مضامین کو بار بار اپنے ذہن میں لاتا ہے تو اس کے اندر یہ خصلتیں بھی پیدا ہو جاتی ہیں اور ان خصلتوں کی وقعت اور اہمیت بھی اس پر ثابت ہوتی چلی جاتی ہے۔اور جب وہ ان خصلتوں پر عمل کرتا ہے تو غیروں کی نگاہ میں معزز ہو جاتا ہے اور اپنوں کی نگاہ میں اتحاد کا باعث بن جاتا ہے۔جب بھی غیر دیکھیں کہ یہ شخص ہمارے حالات سے مرعوب ہو گیا ہے تو ان کے حوصلے بڑھ جاتے ہیں اور اس کی قوم کی عزت ان کی نظروں سے گر جاتی ہے۔

۱۹۲۴ میں مَیں انگلستان تبلیغِ اسلام کے مواقع دیکھنے کے لئے گیا تھا۔میں نے اس وقت وہی لباس پہنے رکھا جو میں ہندوستان میں پہنتا تھا اور یوروپین لوگ نہ صرف یہ کہ اس لباس کو ذلیل سمجھتے ہیں بلکہ چونکہ اُن کا رات کا لباس ایسا کھلا ہوتا ہے جیسے ہماری قمیض اور سلوار۔اس لئے وہ ہماری قمیض اور سلوار کو رات کا لباس سمجھتے ہیں۔یا دوسرے لفظوں میں یہ کہ وہ ہمیں اس لباس میں ننگا سمجھتے ہیں کیونکہ وہ رات کے لباس میں دوسروں کے سامنے نہیں آتے۔ایک دن ہمارے مبلغ انچارج میرے پاس آئے اور بڑی تشویش سے کہنے لگے کہ'' آپ کے اس لباس کی وجہ سے یہاں لوگوں کو بہت ٹھوکر لگ رہی ہے۔آپ اگر پتلون نہیں پہن سکتے تو کم سے کم علی گڑھ فیشن کا گرم پاجامہ پہن لیں اور قمیض کو اس کے اندر ٹھونس لیا کریں''۔میں نے ان سے پوچھا کہ'' آخر میں ایسا کیوں کروں۔ان لوگوں کو میرے قومی لباس پر اعتراض کرنے کا حق کیا ہے؟'' مبلغ صاحب نے کہا کہ ''حق ہو یا نہ ہو بہر حال اس سے بہت بُرا اثر پڑتا ہے اور ہماری قومی تحقیر ہوتی ہے''۔اُسی دن مجھ سے ملنے کے لئے لنڈن کے اورینٹل کالج کے پرنسپل (School of Oriental Studies) سرڈینی سن راس اور کچھ اور بڑے بڑے آدمی آئے۔میں نے ان کے سامنے یہی سوال رکھا اور کہا کہ'' کیا آپ لوگ اس لباس کو ذلیل سمجھتے ہیں؟ جیسا کہ یوروپین تہذیب ہے''۔ انہوں نے کہا ''نہیں نہیں یہ کس طرح ہو سکتا ہے ہم آپ کے لباس کو بڑا اچھا سمجھتے ہیں''۔میں نے سمجھ لیا کہ محض مغربی تہذیب کے نتیجہ میں یہ ایسا کہہ رہے ہیں۔ان کے دل میں یہ بات نہیں۔میں نے پھر اصرار سے کہا کہ ''آپ میرے دوست ہیں سچ سچ بتایئے کہ آپ کی قوم پر اس کا کیا اثر پڑتا ہے؟'' اس پر انہوں نے کہا کہ ''سچی بات تو یہی ہے کہ ہمارے ملک کے لوگ اس لباس میں لوگوں کے سامنے آنے کو بُرا سمجھتے ہیں اور اسے حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں''۔سرڈینی سن راس علی گڑھ اور کلکتہ میں بھی پروفیسر رہ چکے تھے میں نے اُن سے پوچھا کہ'' سرڈینی سن آپ یہ بتایئے کہ جب آپ ہمارے ملک میں تھے تو کیا شلوار یا دھوتی پہنا کرتے تھے؟''

انہوں نے کہا ''نہیں''میں نے کہا ''تو پھر آپ یہ بتائیں کہ آپ ہمارے ملک میں جا کر اپنا ہی لباس رکھیں تو حرج نہیں اور ہم آپ کے ملک میں آ کر اپنا لباس رکھیں تو یہ بُری بات ہے۔کیا اس کے یہ معنے نہیں بنتے کہ آپ اپنی قوم کو بڑا سمجھتے ہیں۔اور ہماری قوم کو ذلیل سمجھتے ہیں۔اس لئے آپ ہم سے وہ مطالبہ کرتے ہیں جس مطالبہ کو انہی حالات میں آپ پورا کرنے کے لئے تیار نہیں۔اور جب یہ بات ہے تو ایک ہندوستانی کی قومی غیرت کب برداشت کر سکتی ہے کہ وہ آپ کو خوش کرنے کے لئے اپنے لباس کو بدل لے''۔پھر میں نے ان سے کہا کہ ''سچ سچ بتایئے جب ایک ہندوستانی کوٹ اور پتلون پہنتا ہے تو آپ کا دل خوش نہیں ہوتا کہ اس نے ہماری قومی برتری کو تسلیم کر لیا ہے اور ہمارے لباس کو اختیار کر لیا ہے؟'' انہوں نے کہا کہ معین صورت میں یہ خیال آئے یا نہ آئے لیکن دماغ کے پسِ پردہ تو یہ خیال ضرور ہوتا ہو گا اور ہوتا ہے''۔میں نے کہا ''اِس سے دوسرے لفظوں میں یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جو شخص اپنا لباس آپ کے ملک میں نہیں چھوڑتا آپکو اس پر غصہ بھی آتا ہے۔آپ اپنی ہتک بھی محسوس کرتے ہیں۔لیکن آپ کے دماغ کے پسِ پردہ یہ خیال بھی رہتا ہے کہ یہ شخص ہم سے اور ہماری تہذیب سے ڈرا نہیں''۔اس پر وہ کچھ کھسیانے سے ہو کر کہنے لگے کہ'' یہ بات تو ٹھیک ہے'' تب میں نے ان سے کہا کہ ''میں ہندوستان سے چلتے ہوئے یہاں کی سردی کا خیال کرتے ہوئے گرم کپڑے کے ایسے پاجامے سلوا کر اپنے ساتھ لایا تھا جو علی گڑھ فیشن کے ساتھ ملتے تھے وہ دیکھنے میں پتلون نما معلوم ہوتے ہیں گو ان کے اندر ازار بند استعمال ہوتا ہے لیکن اب میں وہ کپڑے نہیں پہنوں گا اور اسی طرح واپس لے جاؤں گا۔کیونکہ میں انگریز کے ہندوستان پر حاکم ہو جانے کی وجہ سے نہ اپنے ملک کے لوگوں کو انگریز سے کم تر سمجھتا ہوں اور نہ اپنے ملک کی تہذیب کو اس کی تہذیب سے کمتر سمجھتا ہوں اور انگریزی تہذیب اور اس کے تمدن کی نقل کرنے کیلئے تیار نہیں ہوں''۔

رسول کریم ﷺ نے جو جُبیرؓ سے یہ بات فرمائی کہ تم یہ سورتیں پڑھو تو تمہارا رعب بڑھ جائے گا۔اس سے در حقیقت اِسی طرف اشارہ تھا کہ ان سورتوں میں اسلام کی مرکزی تعلیم کو پیش کیا گیا ہے۔اور اس پر مخالفت کے باوجود مستقل رہنے کی ہدایت کی گئی ہے اور جو شخص بھی مخالفانہ ماحول میں اپنے خیالات پر قائم رہنے کی جرأت دکھائے گا لازماً وہ اپنی اور اپنی قوم کی عزت قائم کر دے گا۔اور یہ جو فرمایا کہ اس سے تمہارا زادِ راہ بڑھ جائے گا۔اس میں بھی در حقیت اسی طرف اشارا ہے کہ جو شخص دوسروں کے آگے سرنگوں ہونے سے انکار کر دیگا اُسے یہ خیال کبھی نہیں آئے گا کہ میری کوئی خبر گیری کرے گا اور میری مدد کرے گا اور جب وہ لوگوں کی امداد کے خیال سے اپنے خیالات کو آزاد کر لے گا تو لازماً وہ حلال روزی اور باعزت روزی کے لئے کوشش بھی کرے گا۔

کاش ہمارے نوجوان مغربی ممالک کی طرف سفر کرتے ہوئے یا ان ملکوں میں سفر کرتے ہوئے اِن سورتوں کو پڑھیں اور اُن کے مضمون پر غور کریں تو یقیناً وہ کفر کی طاقتوں سے کبھی متاثر نہ ہوں اور اپنی بے بسی اور اپنی ذلت اور اپنی قوم کی کمتری کا احساس اُن کے دلوں سے جاتا رہے۔حق یہ ہے کہ انسان ظاہری حالات سے اُتنا متاثر نہیں ہوتا جتنا کہ وہ اپنی شکست خوردہ ذہنیت سے متاثر ہوتا ہے۔حالات کی کمزوری کو بڑی آسانی سے بدلا جا سکتا ہے۔لیکن شکست خوردہ ذہنیت کا بدلنا بڑا مشکل کام ہوتا ہے ایشیا کی گری ہوئی مالی حالت میں بھی لاکھوں لکھ پتی اور کروڑ پتی موجود ہیں لیکن شکست خوردہ ذہنیت سے محفوظ بہت کم لوگ ہیں۔باوجود یورپ کے شدید مقابلہ کے دولت تو ہم نے کمالی لیکن اپنی ذہنیت کو اُن کے حملہ سے محفوظ نہیں کر سکے اور یہی شکست خوردہ ذہنیت ہے جس کی اصلاح کی طرف اِن سورتوں میں توجہ دلائی گئی ہے اور جس کا سامان سورتوں میں پیدا کیا گیا ہے۔(از تفسیر کبیر جلد نہم دہم۔ص ۳۸۴)